بقیہ

مبحث اثبات نبوت

یہ دونوں اقسام دونوں قوتوں کے انسان میں دو طرح پر پائی جاتی ہیں - ایک یہہ کہ دونوں قوتیں آپسمیں مقابلہ و زور کریں - ہر ایک اپنے مقتضائے پر پورے زور سے چلنا چاہے ملکیہ درجہ اول یا دوم اپنا پورا تسلّط چاہے - بہیمیت درجہ اول و دوم اپنا پورا تصرف - پھر جو دونوں میں زور آور ہو وہ غلبہ پائے اور اپنا کام کرلے - دوسرے کے اثر و زور کو توڑ دے - دوسری یہہ کہ دونوں آپسمیں صلح و اتفاق کرلیں - ملکیہ اپنی تیزی و زور کو کم کردے اور اپنے افعال (عقل - پاکیزگی - فراخ حوصلگی - نفع رسانی غیر خیال انجام کار - وغیرہ وغیرہ) کے درجہ کمال سے کچھہ تنزل کرے اور بہیمیت کچھہ ترقی کرے اور اپنے افعال (بے عقلی [illegible]

اس دو طرحکے اتفاق و اجتماع دونوں اقسام ملکیہ و بہیمیت سے کئی اقسام پیدا ہوتے ہیں پر عام اقسام اُسکے آٹھہ ہیں ؛

(۱) ملکیہ درجہ اول کا بہیمیت درجہ اول کے ساتھہ زور و غلبہ سے اجتماع (۲) ملکیہ درجہ اول کا بہیمیت درجہ اول کے ساتھہ صلح سے اجتماع (۳) ملکیہ درجہ اول کا بہیمیت درجہ دوم کے ساتھہ زور سے اجتماع (۴) ملکیہ درجہ اول کا بہیمیت درجہ دوم کے ساتھہ صلح سے اجتماع - اسی طور پر ملکیہ درجہ دوم کے بہیمیت درجہ اول و دوم کے ساتھہ زور و صلح سے مجتمع ہونیسے چار قسم اور پیدا ہوتے ہیں -

ان مختلف اقسام اجتماع سے مختلف آثار پیدا ہوتے ہیں اور جس شخص میں جس قسم کا اجتماع ہو اُس سے اسی قسم کے مناسب افعال سرزد ہوتے ہیں مثلاً جسمیں درجہ اول کی بہیمیت ہوتی ہے وہ ریاضت و مشقت کے کام کرسکتا ہے - پھر اگر اسکی ملکیت بھی درجہ اول کی ہو وہ اپنی ریاضت و مشقت سے امور ریاضت و سیاست کے کام لیتا ہے اور جسکی ملکیہ

درجہ دوم کی ہو وہ بوجھ اٹھانے اور اسکی مانند کاموں مین مضبوط ہوتا ہے اور جسمین بہیمیت
درجہ دوم ہوتی ہے وہ بھاری اور مشکل کاموں سے جی چراتا ہے پھر اگر اسکی ملکیۃ کامل ہوتی
ہے تو وہ ان کاموں سے کنارہ کش ہوکر خدا کی طرف متوجہ اور اسکی یاد مین لگا رہتا ہے اور
زاہد و صوفی بنجاتا ہے اور جسکی ملکیۃ درجہ دوم کی ہوتی ہے وہ اگر قید بہیمیت سے آزاد ہوتا ہے
تو زاہد بنجاتا ہے ورنہ سستی اور نالایقی سے سبھی کاموں کو چھوڑ بیٹھتا ہے - پھر جن لوگون مین
ان قوتون کا اجتماع زور و غلبہ سے ہوتا ہے انمین اگر بہیمیت کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ صرف جسمانی
امور مین مصروف رہتے ہین - اور اگر ملکیۃ کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ صرف روحانی امور مین مشغول
رہتے ہین اور جنمین ان قوتون کا صلح و اتفاق سے اجتماع ہوتا ہے وہ جسمانی و روحانی دونون
قسم کے کامون مین مصروف رہتے ہین - وقس علی ہذا -

اسی اختلاف اجتماع ملکیۃ و بہیمیت سے وہ اختلاف سعادت (جسکی تشریح نمبر سابق مین گذری ہے)

پیدا ہوا ہے مگر اسکا یہہ لازمہ نہین ہے کہ جس سے جو کوئی کام یا فعل (صفت بہیمی یا ملکی کے موافق) [۱]
سرزد ہوتا ہے وہ اسمین مجبور ہے اور اسکا تبدل و تغیر ناممکن ہے - ملکیۃ کا تابع بہیمیت ہوجانا
اور ہر ایک کا اپنی مقتضای سے کمزور و زور آور ہوجانا خود بتارہا ہے کہ ان افعال مین جو ان قوتون
سے سرزد ہوتی ہین تغیر و تبدل ممکن ہے اور یہ تغیر و تبدل ہی انسان کی جبلت و فطرت مین
داخل ہے اس سے یہہ ثابت ہوا کہ بعض اشخاص (اہل سعادت قسم دوم و سوم جنکا ذکر و بیان
نمبر سابق مین بصفحہ ۳۲۵ ہوچکا ہے) جنکو وہ سعادت سردست حاصل نہین باوجودیکہ یہہ عدم
حصول انکی جبلت و فطرت سے پیدا ہوا ہے اس سعادت کو حاصل کرسکتے ہین اور یہہ امر بھی انکی جبلت
و فطرت کے مخالف نہین -

پھر اس سعادت کا حصول دو صورت سے ہوتا ہے ایک یہہ کہ انسان اپنی بہیمیت سے

---

(۱) اسمین اہل نیچر کے مذہب سے احتراز ہے جو ہر ایک انسان کے اخلاق کو اسکی فطرت و بناوٹ کا ایسا
نتیجہ سمجھتے ہین جسکا تغیر و تبدل وہ ناممکن جانتے ہین دیکھو اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۳ صفحہ ۲۶۹ اور تفسیر اہل نیچر ۱۵ وغیرہ -

گویا خارج ہوجائے ایسی ریاضتین وتدبیرین عمل مین لاوی جنسی طبعی افعال وآثار مین قصور
وفتور واقع ہو اور اسکی تیزی وجوش مٹ جاوی - طبعی لذات کہانا - پینا - لوگون سی اختلاط
کرنا - مرغوب چیزون کیطرف راغب ہونا - مکروہ چیزون سے تنفر کرنا چہوٹ جاوے - یہہ صورت
پُرانے اشراقیین فلاسفرون اور زاہدون اور راہبون کے عمل مین رہی ہے - اِس صورت سی
بعض لوگ تو اپنے مطلب ومراد کو پُہنچ جاتے ہین اور بہتیرے دیکہتے ہی رہ جاتے ہین اور باوجود
زہد وجفاکشی کامیاب نہین ہوتے -

دوسری صورت یہہ ہی کہ انسان اپنی بہیمیت کی اصلاح ودرستی کرے اور اسکی کجی وزیادتی
کو نکال ڈالے - باوجودیکہ اصل بہیمیت باقی رہی - لذیذ کہانے کہائے مگر نہ اِس قسم کے اور
اس قدر جس سے اسکی ملکیت کو نقصان پُہنچے - لوگون سے اختلاط کرے مگر نہ اِس حد تک کہ اپنے
علوم وروحانی حظوظ کو بہول جاوے - یہ صورت ان لوگون مین پائی جاتی ہے جو ہادی یا رہبر
خلایق کہلاتے ہین -

اس صورت دوم کے حاصل کرنے کے اصول بہت ہین پر ان سب کی اصل اصول
چار خصلتین ہین - ان خصلتون کے التزام واختیار کرنیسے یہہ صورت سعادت انسان کو
حاصل ہوتی ہے -

اول پاکیزگی وسُتہرائی جسکی حقیقت یہ ہی کہ انسان نجاستون سے (جنسی طبع کو تنفر وانقباض
ہوتا ہے اور کس وناکس انسے اجتناب رکہتا ہی) بدن ولباس کو پاک رکہی -

دوم اپنے خالق کی جناب مین فروتنی - اسکی حقیقت یہ ہی کہ خداوند واحد کی قدرت کی نشانیون
اور صفتون مین غور وفکر عملمین لاوی - جس سی روح یا نفس ناطقہ کو خدا کی طرف میلان ہوتا ہے
اور اسکے آگے حواس واعضا جہک پڑتے ہین چنانچہ عاجز رعایا کو اپنے بادشاہ کی دربار مین ایسی
حالت طاری ہوتی ہے -

سوم فراخ حوصلگی - اسکی حقیقت یہہ ہی کہ نفس (یا روح) قوای بہیمیت کا تابع نہ ہو رہے اسکا

زنگ اسپر نہ پڑے۔ جب نفس امور معاش کیطرف متوجہ ہو (مثلاً کسی عورت کا اشتیاق کرے یا کسی اور لذت مین پڑے) تو اس سے صرف اپنی ضرورت پوری کرے جب اس سے فارغ ہو تو ایسا ہو جاے کہ گویا اس کام مین کبھی نہ تھا۔ ایسا نفس جب بدن سے مفارقت کرتا ہے نہایت انس و عمدہ عیش مین رہتا ہے۔ اپنے آپ مین ظلمانی و جسمانی لذات کے تعلق کا کچھ اثر نہین پاتا۔ اس خصلت کے مقابلہ مین تنگ دلی و بخل کی خصلت ہے۔ جن نفس مین وہ خصلت ہو وہ ان جسمانی لذات مین منہمک ہو جاتا ہے اور وہ لذات اسمین ایسی ہو شہ و منتقش ہو جاتی ہین جیسی کسی چیز پر مہر لگجاتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فراخ حوصلہ لوگون کا اگر ظاہری نقصان ہو جاوے تو وہ اسکی پروا نہین کرتے اور تنگ دلون کا کچھ جاتا رہے تو اسکے فراق مین مدہوش ہو جاتے۔

اس خصلت فراخ حوصلگی اور اسکے مقابل تنگدلی کے کئی نام و تعبیرات ہین جو بحسب موقع و محل استعمال کیے جاتے ہین۔ مال کے موقع پر ان خصلتون کو سخاوت و بخل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اشتہا شکم و شہوت نفس کے موقع پر انکو عفت و شہوت پرستی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آرام و اسایش کے محل مین انکو صبر و بیقراری کہا جاتا ہے۔ مذہبی خیال سے ممنوع چیزون کے کرنے نہ کرنے کی نسبت انکا نام پرہیزگاری و بدکاری ہے۔

چہارم منصف مزاجی۔ یہہ ایک ایسی نفس کی صفت ہے جسکی سبب نفس سے ایسے افعال صادر ہوتے ہین جن سے نظام بشری و تمدن بوجہ سہولت قایم رہے اور روح کی روحانیت زایل نہو اس صفت عدالت کی ضد ظلم ہے جس سے نظام بشری و تمدن تباہ ہو جاتا ہے اور انسان کی انسانیت مین فرق آجاتا ہے۔

یہ خصایل انسانی **فطرت** کے مناسب ہین اور فطرت انسان مین ان خصایل کا مادہ و ملکہ موجود ہے۔ ولیکن بعض لوگون کو انکی تحصیل یا تکمیل سے بعض امور داخلی یا خارجی مانع ہو جاتے ہین اور یہہ امر بھی اسی فطرت سے تعلق رکھتا ہے۔

پہر انہی لوگون کے لئے ان موانع کے دور کرنے اور ان خصایل کے حاصل یا کامل کرنیکی اسباب بہی موجود ہین اور یہہ امر بہی اسی فطرت سے ناشی ہے -

وہ موانع و حجاب بہت ہین **ازانجملہ** ایک حجاب طبیعت بہیمیت ہے جسمین وہ لوگ مبتلا ہوتے ہین جو رات دن لوازم بہیمیت کہانے - پینے - مادہ سے جفت ہونے وغیرہ جسمانی لذات مین مصروف رہتے ہین - اور انکے سبب وہ روحانی کمالات سے تعلق نہین رکہتے - **وازانجملہ** حجاب رسم و رواج زمانہ ہے جسمین وہ لوگ مبتلا ہوتے ہین جو کسی نہ کسی وقت ان لوازم بہیمی و لذات جسمانی سے رہائی پاتے ہین اور اپنے کمال کو پہنچتے اور سعادت حقیقی کے حاصل کرنیکا قصد کرتے ہین مگر جب اپنے ابنائے جنس کو انہی لوازم بہیمیت مین مصروف دیکہتے ہین تو انہی کے تابع ہو رہتے ہین وعلیٰ ہذا القیاس -

ان موانع کے دور کرنے اور ان خصایل کے حاصل یا کامل کرنیکے یہہ **اسباب** ہین قوت عملیہ کو کام مین لانا اور یہہ سوچنا کہ [illegible] کا کمال نوعی کیا ہے پہر اسکی مطابق علمی تدبیر کرنا - لذات بہیمی کو اعتدال پر لانا - اور رسوم فاسدہ کو ضوابط نظام عالم کی کہسوٹی پر لگانا - وعلیٰ ہذا القیاس -

یہہ حقیقت و **صفات** انسانی کی تشریح ہے جس سے ایک جزمقدمہ سابعہ کا اثبات ہوا - اور بخوبی معلوم ہوگیا کہ انسان کیا چیز ہے ؟ اور اسکی صفات کیا ہین جو اسکو اور حیوانات و نباتات و جمادات سے ممتاز کرتی ہین - جن کا خلاصہ عام فہم یہہ صفات ہین (۱) عالم دنیوی کے متعلق قواعد و ضوابط بنانا (۲) ان قواعد کے مطابق دنیوی اسباب و سامان مہیا کرنا (۳) ان قواعد کے سیکہنے بنانے مین ایک دوسرے سے تعلیم پانا (۴) ان قواعد و اسباب مین جسمانی تربیت کے ساتہہ روحانی اصلاح کا بہی لحاظ رکہنا (۵) خدا کی توحید و صفات کو جاننا (۶) اسکا حق اور اسکا طریق ادائی پہچاننا (۷) خالق و مخلوق دونون کے معاملہ مین ستہرائی فروتنی - فراخ حوصلگی - منصفی کا پابند رہنا (۸) علوم غیبی کا جنکو عقل و قیاس و وہم نہ پہنچے معلوم ہونا

(۹) ان صفات کی ضدون ونقیضون کا بہی محل ہونا (۱۰) اوران سے علمی وعملی تدبیرون سے بچ سکنا وعلی ہذا القیاس -

ان صفات کا انسان مین بالفعل یا بالقوہ پایا جانا (میری دانست مین) ایسا محسوس ومشاہد امر ہے جیسے آفتاب مین روشنی اور آگ مین جلانا - اور چرند حیوانات مین گہاس چارہ کہانا اور پرندون مین اڑنا وعلی ہذا القیاس -

کوئی انسان صاحب ہوش وحواس وصحت واعتدال انسان مین ان صفات کے موجود ہونے سے شک وانکار نہین کرسکتا - اور کوئی نہین کہہ سکتا کہ انسان مین بری چیز (جسکو وہ† برا سمجہتا ہے) کے کرنیکا مادہ اور اس سے پاکی وستہرائی حاصل کرنیکی طاقت نہین - کوئی نہین کہہ سکتا کہ انسان مین ظلم کرنے اور کسی چیز (اپنی مال یا جان) کو بے محل (جسکو وہ ‡ بے محل سمجہے) رکہنی کی قوت اور اس سے بچنی کی طاقت نہین ہے -

---

† اسمین اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگرچہ ممکن بلکہ واقعی امر ہے کہ بعض اشخاص بعض بری چیزون کو اچہا سمجہتے ہین مگر ان کے نزدیک بہی کوئی نہ کوئی بری چیز ہے مثلاً ہندو گوبر کو پوتر (یعنی پاک) سمجہتا ہی مگر بول وبراز انسانی کو تو وہ بہی برا سمجہتا ہے - شاید کوئی بن مانس ایسا بہی ہو جو اپنے بول وبراز کو برا نہ سمجہتا ہو - مگر کسی نہ کسی چیز کو وہ بہی برا سمجہتا اور نفرت کرتا ہوگا - وہ تو نام کا انسان ہے ہم حیوانات گائی - بہینس - گدہے - کتے کو دیکہتے ہین کہ جس گہاس یا چارہ یا اور کہانے کی چیز کو طبعاً برا سمجہتے ہین سونگ کر چہوڑ دیتے ہین اور ہمارے مدعا کے اثبات کے لئے اسی قدر بس ہے -

---

‡ اسمین اسی قسم کا اشارہ ہے جو پہلے حاشیہ مین گذرا کہ اگرچہ بعض اشخاص کسی خاص چیز کو بے محل نہین سمجہتے مگر کسی نہ کسی چیز کو تو وہ بہی بے محل سمجہتے ہین -

جہان روحانی صفات انسانی کا جو ظاہری آنکھہ سی دکھائی نہین دیتی ہین صرف چشم بصیرت سے نظر آتی ہین کوئی انکار نہین کر سکتا تو اسکی صفات مرئیہ و مشاہدہ سی کسیکو کہان گنجائش انکار ہے و مع ذلک کوئی انکے وجود سے انکاری ہوگا تو ہمکو ناچار و مجبور ہو کہ کہنا پڑیگا کہ وہ حقیقی اور صحیح المزاج انسان نہین ہے گو ظاہراً صورت و لباس انسانی رکہتا ہے -

دوم تشریح نیکی و بدی

(بمعنی صفت* کمال و نقصان و مناسب نامناسب باقتضائے فطرت انسانی)

تشریح اول مین ثابت ہوچکا ہے کہ انسان مین دو قسم کی صفات پائی جاتی ہین - **قسم اول** صفات بہیمی (یا حیوانی) جنمین انسان کے ساتھہ اور حیوانات و بہایم بہی شریک ہین -
قسم دوم صفات ملکی (یا روحانی) جنکو انسان سے خصوصیت ہے - ان دونون قسم صفات کے مناسب و مخالف افعال و اشیا ، جنکو بلحاظ اس مناسبت و مخالفت کے نیک و بد و مفید و مضر کہا جاسکتا ہے انسان کے ...

صفات بہیمی کے مناسب (نیک و مفید) وہ افعال و اشیا ہین جنکی استعمال سی انسان کا مزاج طبعی درست رہی اور اسکی صحت و اعتدال مین فرق نہ آوے جیسی مناسب غذا (گوشت و روٹی) کہانا - آرام سے چلنا - بقدر مناسب سونا جاگنا وعلی ہذا القیاس -

ان صفات کے مخالف (بد و مضر) وہ اشیاء ہین جنسی اسکا مزاج طبعی بگڑ جاوے صحت و اعتدال مین فرق آوے - جیسی معمولی غذا قدر مناسب سی زیادہ یا زہر کہانا - کوٹہہ پر سے کود پڑنا - افراط سے جاگنا - وعلی ہذا القیاس -

اس قسم کے افعال و اشیا نیک و بد بلحاظ مناسبت و نامناسبت طبیعت اور حیوانات و بہایم مین بہی پائے جاتے ہین - چرندہ جانور گہاس دانہ کہائے تو اسکا مزاج طبعی درست رہتا ہے گوشت کہالے یا معمولی چارہ حد سے زیادہ کہالے تو اسکا مزاج طبعی فاسد ہوجاتا ہے - گوشت خور

---

* اس تفسیر و بیان معنی کی وجہ سابقاً نمبر ۸ جلد ۴ مین بصفحہ ۳۴۴ بیان ہوچکی ہے ناظرین اسمقام کیبطرف مراجعت فرماوین

پرندے و درندے گوشت کہالین تو صحیح المزاج رہتے ہین - گہاس کہائین تو طبعی اعتدال سے خارج ہو جاتے ہین وعلی ہذالقیاس -

ایسا ہی بعینہ انسان کی ملکی (یا روحانی) صفات کا حال ہے ملکیت (یا روحانیت) کے مناسب (نیک و مفید) وہ افعال و اشیا ہین جنسے انسان کا روحانی مزاج قایم و معتدل رہے - اسکی مخالف (بد و مضر) وہ افعال و اشیا ہین جنسے وہ مزاج بگڑ جاوے اور انہین انسان ملکیہ کو بہیمیت کے تابع کردے -

اِن دونون قسم کے افعال (موافق و مخالف روحانیت) کی کسیقدر تشریح ضمناً پہلے بھی ہو چکی ہے اِس مقام مین اور بہی تشریح کیجاتی ہے -

(۱) انسان کا اپنے خالق کو ماننا (۲) اُسکی ذات و صفات مین غیر کو شریک یا نظیر نہ جاننا (۳) کسی نہ کسی طریق سے اسکا حق احسان و شکر نعمت ادا کرنا (۴) اپنے ابنائے جنس سے ہمدردی و سلوک سے پیش آنا - (۵) انکی جان و مال سے بیوجہ و بلا استحقاق تعرض نہ کرنا ناحق خون - زنا - چوری - زبردستی - دہوکہ بازی نکرنا - اِس قسم کے افعال ہین کہ ان سے انسان کی صحت روحانی قایم رہتی ہے اور ان افعال کے برخلاف وجود خالق سے انکار کرنا - اُسکی ذات یا صفات مین کسیکو شریک جاننا - کسی نوع کا اسکا حق احسان نہ ماننا - اپنے ابنای جنس سے بظلم و تعدی پیش آنا - بلا وجہ کسیکو مار ڈالنا - بلا استرضا اور بدون کسی استحقاق و قانون کے کسی

+ اِس بیان کو کوئی بیان نمبر ۸ جلد ۲ اشاعۃ السنہ کے متناقض و مخالف نہ سمجہے وہان شکر محسن کا وجوب شرعی عقل ثابت نہ ہونا - اور فطرت سے اسکا ثبوت نہ ملنا بیان کیا گیا ہے - اس مقام مین شکر کا وجوب فطرتی فطرت انسانی سے ثابت کیا جاتا ہے جس سے صرف یہہ مقصود ہے کہ یہہ شکر نعمت فطرت انسانی کے لئے مناسب ہے جیسے جہری کے لئے کاٹنا فطرۃً مناسب ہے آگے اسمین یہہ ادعا نہین ہے کہ اس شکر و ناشکری پر کوئی جزا و سزا اخروی و رضا و عتاب الہی بھی اسی فطرت انسانی سے ثابت ہو جاتی ہے جسکا قبل ورود شرع صرف فطرت سے ثابت ہونا محال ہے پس اُس بیان اور اس بیان مین کوئی تعارض و تناقض نہین ہے -

عورت سے دست اندازی کرنا بلا وجہ کسی کا مال دبالینا - دغا فریب کرنا - ایسے افعال ہین جنسے مزاج ملکی (یا روحانی) انسان کا فاسد ہو جاتا ہے -

اس امر کا علم ویقین پیدائش وصفات انسانی کا جمادات ونباتات وحیوانات کی پیدائش وصفات پر قیاس ومقابلہ کرنیسے حاصل ہو سکتا ہے -

انسان کو خدا تعالی نے اپنے وجود کا علم دیا ہے اور ادائے شکر احسان کے لایق کیا ہے اور تمدن وحسن معاشرت کے اصول وقواعد بنانے اور اسپر چلنے کا ملکہ ومادہ عطا فرمایا ہے جن سب امور سے حیوانات ونباتات وغیرہ خالی ہین تو پہر اسمین کیونکر شک کیا جاسکتا ہے کہ انسان کے لئے خالق محسن کا حق شکر نعمت ادا کرنا اور اسکے وجود کا اقراری ہونا اور قواعد تمدن وحسن معاشرت کا پابند رہنا روحانیت انسان کے لئے مناسب نہین ہے -

جب کسی چیز کو کسی خاص ہیئت وصفت پہ دیکھا جاتا ہے تو اس ہیئت وصفت کے مناسب اس چیز سے کام لینا اس [illegible] مناسب سمجھا جاتا ہے [illegible] ہو اگر [illegible] بشکل تلوار یا چہرے کے دیکھا جاتا ہے تو اسکے لئے کاٹنا مناسب سمجھا جاتا ہے سوئی کی صورت مین ہو تو اس سے سینا مناسب معلوم ہوتا ہے - توے کی صورت مین ہو تو اس پر روٹی پکانا مناسب نظر آتا ہے - پہر جن صفات پر انسان کو دیکھا جاتا ہے ان صفات کے لایق انسان کا کام کرنا کیونکر مناسب اور بلحاظ فطرت انسان نیک ومفید نہین ہے -

(۲) جو حیوانات کیڑون کی طرح بلا توالد وتناسل پیدا ہوتے ہین ان کے لئے صرف غذا کا طالب ہونا مناسب نظر آتا ہے - اسکے سوای کوئی گہر - کہونسلہ - بل بنانا نر کا مادہ کو خاص کر لینا ضروری معلوم نہین ہوتا - اور جو جانور جفت ہو کر انڈے - بچے دیتے ہین اور انکو پالتے ہین ان کے لئے یہہ کام مناسب نظر آتے ہین کہ وہ ایک نر ومادہ باہم اتفاق کرین اور اپنے لئے ایک کہونسلہ بنا دین پہر انڈون سے بچے نکالین پہر انکے لئے دانہ تلاش کرکے لاوین - اور جس حالت مین انسان مین یہہ صفت توالد وتناسل موجود ہے تو پہر کیا اسکے لئے کوئی گہر جہونپڑا بنانا اور کوئی جورو مقرر کر لینا

اور اپنے بچون کو پالنا اور ان کامون کے لئے اسباب و اصول مقرر کر لینا مناسب نہین ہے۔

(۳) اکثر حیوانات و طیور جس مادہ کی طرف رجوع کرتے ہین اگر اسکی طرف دوسرا نر رجوع ہو جاتا ہے تو وہ اسپر غیرت کرتے ہین اور اس سے لڑتے اور کاٹتے ہین پھر جو غالب و زورآور ہوتا ہے وہ اس مادہ پر قابض پاتا ہے۔ اور اگر انکی جگہہ یا گھونسلے یا اُنکے متعلقین سے کوئی دوسرا حیوان و جانور مزاحمت کرنا چاہتا ہے تو وہ بشرط قدرت و طاقت انکی حمایت مین اس سے مزاحمت کرتے ہین

حضرت انسان ان سب باتون مین ان سب حیوانات و طیور سے بڑھکر ہے۔ عورت ایسی چاہتا ہے جسکی طرف دوسرا شخص نگاہ بھی نکرے۔ گھر ایسا چاہتا ہے جسمین کوئی مداخلت کرنے نہ پاوے۔ اپنے گھر۔ جان۔ مال اولاد کی ایسی حفاظت چاہتا ہے کہ انکی طرف کوئی بری نگاہ سے نہ دیکھے۔ پھر کیونکر خیال کیا جاسکتا ہے کہ انسان کے لئے اپنے جان و مال۔ جورو۔ بچون مکان کو مزاحمت غیر سے بچانا اور اس مزاحمت کے روکنے کے لئے قوانین ازدواج۔ حدود۔ قصاص و معاملات مقرر کرنا۔ اور اپنے طریق معاشرت مین ان قوانین کا پابند رہنا روحانیت انسان کے لئے مفید اور مناسب نہین ہے۔ اور ان قوانین کے برخلاف جس عورت کو چاہنا کام مین لانا۔ جسکے مال کو پسند کرنا دبا لینا۔ جس جی کو چاہنا مار ڈالنا روحانیت انسان کے مخالف و مضر نہین ہے۔ ایسا خیال کرنا کمال ناانصافی ہے۔ اور اسمین انسان کو جمادات و حیوانات سے بھی ردی اور نکما ٹھیرانا ہے۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ انسان کی صفات بہیمی و روحانی دونون کو مناسب و نامناسب افعال و اشیا جنکو بنظر اس طبعی و فطرتی مناسبت و مخالفت کے نیک و بد کہا جاسکتا ہے موجود ہین وہو المدعا۔

چند اعتراض اور انکے جوابات

ہمارے اس بیان کو پڑھ سنکر کوئی یہہ تو نہین کہہ سکتا کہ ملکی یا روحانی صفتین (جو بیان ہوئی ہین) انسان مین بالفعل یا بالقوۃ پائی نہین جاتی۔ یا ان صفات کے مناسب و نامناسب افعال (نیک و بد) انسان مین موجود نہین۔ یہہ کہنا ایسا ہی جیسے آفتاب کی روشنی اور آگ کی گرمی سے

انکار کرنا جو بجز سوفسطائی منکر حقایق اشیاء کسی سے متصور نہین ہے اور سوفسطائی سے اس مقام ہمکو بحث نہین -

یہان شاید کوئی منکر نبوت و مذاہب یہہ اعتراض(۱) **کرے** کہ یہہ روحانی صفات اور انکے مناسب و نامناسب افعال نیک و بد **فطرتی** (مقتضای و داخل فطرت انسانی) **نہین** بلکہ **تعلیمی** (تعلیم و تربیت کے نتائج) **ہین** بعض لوگون نے اپنی عقل یا کسی مذہب کی تقلید سے بعض امور کو اچھا ٹہرایا ہے بعض کو برا - عام لوگون نے انکی تجویز و تعلیم کو مان لیا - عدالت کو اچھا سمجھا ظلم کو برا - عفت کو بہتر جانا - زنا کو بدتر -

اصل فطرت انسانی مین ان امور کو اسی طرح جاننا اور ان کے موافق عملدرآمد رکہنا داخل ہوتا تو ہر کسیکو بلا تعلیم و تعلم انکا علم و عمل حاصل ہوتا - بن سکہائے ہر کوئی خدا کی عبادت کرتا - بن بتائے زنا کو برا جانتا - جیسے اور امور طبعی (سانس لینا ہنسنا رونا - چہینکنا - سونا - جاگنا - آنکھ کھولنا) بن سکھائے ہر کوئی جانتا ہے [illegible] ان کو بن سکھائے نہین جانتا - اگر آدمی کے بچہ کو پیدا ہونے کے ساتھہ ہی کسی جنگل مین چہوڑ دیا جاوے اور کوئی اسکو تعلیم نہ کرے تو وہ ان باتون سے بہائم سے بڑہکر نسبت نہ رکہے - اس سے معلوم ہوا کہ یہہ صفات اور اسکے مناسب و نامناسب افعال تعلیمی ہین فطرتی نہین -

(۲) اور اگر یہہ صفات فطرتی ہین تو پہر نبوت و ہدایت عبث ہے - جنکی فطرت مین یہہ روحانی صفات ہین وہ خود بخود اپنے مقتضاے فطرت پر چلین گے اور نیک کام کرینگے - اور جنکی فطرت مین ان صفات کے برخلاف (بہیمی یا حیوانی یا شہوانی) صفات داخل ہین وہ ضرور ان ہی صفات کے مقتضاے پر چلین گے اور ان کے برخلاف کسیکی ہدایت و نصیحت کو ہرگز نہ سُنین گے -

(۳) نیز اس تقدیر پر اگر دعوت و تعلیمات انبیاء ان امور فطرتی کے موافق ہے تو اس دعوت کے لئے بعثت و نبوت تحصیل حاصل ہے - جو بات کسی کی فطرتی ہوتی ہے اسکی تعلیم و تاکید کی کیا حاجت ہے اور اگر دعوت و تعلیمات انبیاء ان امور کے مخالف ہین تو انپر کسیکا عمل کرنا کیونکر ممکن ہے

پس بعثت و نبوت سی نتیجہ و فایدہ کیا ہے؟

(ج) پہلے اعتراض کا جواب یہہ ہے کہ اگر یہہ صفات و افعال انسان کے لئے فطرتی نہ ہوتے تو تعلیم سے انسان کے لئے اونکا حصول کب ممکن تہا۔ جسکی فطرت مین ایک کام کی صلاحیت و لیاقت نہین ہوتی اسمین تعلیم کیا اثر کرتی ہے۔ دیکہو فطرت انسانی مین اُڑنے کی صلاحیت نہین تو وہ تعلیم سے کب اُڑ سکتا ہے۔ جانورون کی فطرت مین لکہنا نہین تو وہ سکہائے سی کب لکہہ سکتے ہین۔ بندر و ریچہ تعلیم سے انسانی حرکات اسلئے کرتے ہین کہ انکی فطرت اس امر کے لایق ہے طوطا سکہانیسے انسانی الفاظ اسلئے بولتا ہے کہ یہہ امر اسکی فطرت مین داخل ہے۔ اس سی ثابت ہوتا ہے کہ سیکہنے سکہانے سے ایک چیز کا حاصل ہونا عین اس امر کی دلیل ہے کہ اس چیز کا حصول سیکہنے والے کی فطرت مین داخل ہے۔ اور اگر فطرتی صلاحیت و لیاقت کا تعلیمی امور کے حصول مین دخل نہ ہوتا تو تعلیم سے ہر قسم مخلوق کو ہر چیز کا علم و عمل حاصل ہوتا انسان اُڑتا اور درخت کلام کرتا۔ وعلیٰ ہذا القیاس

اور معترض کا یہہ کہنا (کہ یہہ امور فطرتی نہین تعلیمی ہین) معلوم نہین کیا معنی و مراد رکہتا ہے اگر اس سے یہہ مراد ہے کہ تعلیم ان امور کے وجود کی مثبت ہے یعنے واقعی اور نفس الامر مین ان امور کا انسان مین وجود نہین۔ تعلیم نے بر خلاف واقع ان چیزون کا وجود قایم کر دیا ہے اور کسی چیز کو نیک کسیکو بد ٹہرا دیا ہے تو اسکا باطل ہونا ہم تقریر اعتراض سے پہلے ظاہر کر چکے ہین اور بیان کر آئے ہین کہ یہہ سوفسطائیون کا خیال ہے جو حقایق موجودہ اور انکے خواص و تاثیرات مشاہدہ کے منکر ہین اور یہہ کہنا ایسا ہے جیسے یہہ کہنا کہ آفتاب روشن نہین اور آگ گرم نہین جو اس مقام اثبات نبوت مین لایق تعرض و جواب نہین ہے۔

اور اگر اس سے یہہ مراد ہے کہ تعلیم ان امور کے وجود کی مظہر ہے یعنی وجود تو ان اشیاء کا واقعی ہے مگر اسکا اظہار تعلیم نے کیا ہے۔ تعلیم نہ ہوتی تو ان چیزون کو اکثر لوگ نہ جانتے تو ان معنی ان امور کا تعلیمی ہونا فطرتی ہونے کے مخالف و منافی نہین ہے۔ تعلیم عین مواخق

ومطابق فطرت واقع ہوئی ہے نہ فطرت انسانی کا عین نشا ومقتضا یہی ہے کہ ان صفات وافعال کا حصول † انسان کو تعلیم سے ہو نہ یہہ کہ بدون تعلیم وتعلم ہر کسیکو یہہ صفات وافعال حاصل ہو جائین -

اور معترض کا یہہ کہنا کہ (اگر ان امور کا علم وعمل فطرتی ہوتا تو بلا تعلم ہر کسیکو حاصل ہو جاتا جیسے اور امور طبعی کا حال ہے) ‡ وہم واشتباہ سے ناشی ہے - بیشک خاص وہ امور طبعی جو صرف طبیعت سے پیدا ہوتے ہین - خارج سے انکو تعلق نہین ہے انسان وغیرہ حیوانات کو بلا تعلیم وتعلم حاصل ہوتے ہین مگر عام امور فطرتی جنکا صدور صرف طبیعت سے نہین ہوتا اور انکا وجود اسباب خارجی (کہ از انجملہ تعلیم بھی ہے) پر موقوف ہے - انسان کو خود بخود وبدون تعلیم وغیرہ اسباب کے حاصل نہین ہوتے - انکو فطرتی کہنا اس معنی کر ہے کہ فطرت انسانی مین ان امور کے حصول کا (ان اسباب سے جو اسکے لائق ہین) مادہ وملکہ ہے نہ ان معنے کر کہ فطرت انسانی بدون اسباب خارجی کے [illegible]

† پھر یہہ بات کہ وہ تعلیم (جو واقعی صفات وافعال نیک وبد کی مظہر ہے) تمام جہان مین عقل سے ہوئی ہے یا مذہب سے اسکا تصفیہ ہم قبل اثبات نبوت کرنا نہین چاہتے - اسمین ہمارا خیال یہی ہے کہ اصل اصول جملہ علوم وکمالات کا (جنکے لئے صرف طبیعت کافی نہین) الہام ہے - عقل اس الہام کے سمجھنے اور اس سے نتائج نکالنے اور اس سے استنباط کرنیکا آلہ ہے جیسے دیکھنے کے لئے آنکھہ - خداوند خالق عالم نے سب سے پہلے انسان کو اسی الہام سے سب کچھہ سکھایا پھر یہی وقتاً فوقتاً اسی الہام کے ذریعہ سے اپنے بندون پر علوم کا القا کیا - انہی لوگون سے اصل اصول علوم کو عام لوگون نے حاصل کیا - پھر خواہ اسپر بہت کچھہ بڑھایا یا کچھہ گھٹایا - اسکا پورا فیصلہ ہم بتقریر اثبات نبوت مین ہوگا -

‡ اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۳ مین ایسی ہی امور طبعی کی نسبت کہا گیا ہے کہ انکا حصول کسب وتعلیم سے نہین ہوتا جس امر کی وہان بحث ہے اسکی نسبت خصم کا یہی ادعا تھا کہ اسکا صدور صرف طبیعت سے ہے

انسان کے اکثر امور وصفات فطرتی اس قسم کے ہین کہ بدون تعلیم اسکو حاصل نہین ہوتے اسی نظر سے انسان کو مدنی الطبع کہا گیا ہے اور جو امور طبعی انسان کو بلا تعلیم وتعلم حاصل ہوتے ہین وہ نہایت قلیل ومحدود ہین جنمین انسان کے ساتھہ اور بہایم بھی شریک ہین جیسے کھانا۔ پینا۔ سونا۔ جاگنا۔ فضلات (بول وبراز) کا دفع کرنا وعلی ہذا القیاس ؀

اِن روحانی صفات اور ان کے مناسب افعال سے معترض نظر اٹھا کر اور امور عقلی (جن کے سبب وہ انسان کو بہایم پر فوقیت دیتا ہے اور انکو داخل یا لوازم فطرت انسانی سمجھتا ہے) کیطرف غور سے دیکھے پھر انصاف سے کہے کہ ان امور سے کسی امر کو انسان بدون تعلیم وتعلم حاصل کر سکتا ہے کوئی بلا تعلیم منطق یا علم ہیئت پڑہ سکتا ہے؟ کوئی بلا تعلیم جوتا سینا جانتا ہے؟ کوئی بلا تعلیم گھڑی بنا سکتا ہے؟ وعلی ہذا القیاس۔ جب انسان کے سبھی عقلی کمالات کا یہہ حال تو خاصکر روحانی صفات اور اسکے موافق افعال کا تعلیم سے حاصل ہونا کیونکہ محل اعتراض ہو سکتا ہی

اسی جواب مین معترض کے اعتراض (۲) [illegible] یہ صفات فطرتی ہین تو نبوت وہدایت عبث ہے) کا جواب بھی ادا ہوا۔ اسمین بیان ہو چکا ہے کہ فطرت کے یہہ معنی نہین کہ ان صفات وافعال کے وجود کے لئے صرف فطرت انسانی بلا اسباب خارجی کافی ہے اور سابقا بہ صفحہ ۲ بیان ہو چکا ہے کہ ملکیۃ وبہیمیۃ کے لوگون کی فطرت مین داخل ہونے سے لازم نہین آتا کہ لوگ ان صفات کی مناسب کام کرنے مین مجبور ہین اور بصفحہ (۴) بیان ہوا ہے کہ اصول سعادت کا حصول وزوال ونقصان وکمال اسباب ووسایل سے ہو سکتا ہے اور یہہ امر بھی عین مقتضائے فطرت ہی اِس بات سی معترض کا اعتراض دوم باطل ہوتا ہے اور صاف بتاتا ہے کہ لوگون کو اپنی فطرت کے مقتضاء پر چلنا یا نہ چلنا اسباب خارجی سے تعلق رکھتا ہے جس کے سبب انکی فطری بہیمیت کا

خارج سے نہین۔ اسکے جواب مین کہا گیا تہا کہ اگر وہ ایسا امر ہے تو چاہئے کہ ہمین تعلیم کو دخل نہ ہو حالانکہ وہ امر بڑی مشقت وتکلیف سی حاصل ہوا ہے۔ اس سی ثابت ہوا کہ وہ محض طبعی نہین ہی پس کوئی ناواقف اسجگہ کے بیان کو اسمقام کے بیان کے مخالف نہ سمجھی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۵

بقیہ مضمون نمبر ۳

(ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنیوالے وہابی ہین)

لائق توجہ گورنمنٹ

تو اس وقت یہہ بات بہی تسلیم کیجاویگی کہ اخوند سوات کے پاس جہاد کے واسطے روپیہ جاتا تہا۔

یہہ ہمنے ہندوستانی وہابیونکی گویا تاریخ بیان کی ہے اور مین درخواست کرتا ہون کہ جب وہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کی نسبت میری رائے کو پڑہین تو وہ اس مختصر تاریخ کا ضرور خیال [illegible] یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ ہندوستان کے وہابیون کا وہ جہاد جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے گورنمنٹ انگریزی کے متعلق بیان کیا ہے صرف سکہون کے مغلوب کرنے کے واسطے ہوا تہا۔ اور گو باغیون کی اس جماعت نے جو مقام ملکا وستانا مین رہتے تہے ۱۸۶۳ء کے بعد ہماری گورنمنٹ کو کسی قسم کی تکلیف دی ہو لیکن سرحد کی جماعت کو جس مین ہندو اور مسلمان دونون شریک ہون ہرگز جہادیون کی جماعت نہین کہہ سکتے جب ہم ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کہولتے ہین تو ہم اسکے اول ہی صفحہ مین یہہ فقرہ درج پاتے ہین کئی سال سے ہماری سرحد پر باغیون کی ایک جماعت نے شورش مچارکہی ہے اور اکثر اوقات وہان کے اکثر گروہون نے ہمارے لشکر پر آکر حملہ کیا ہے اور دیہات مین آگ لگادی اور ہماری رعایا کو قتل کیا چنانچہ ہماری فوج کو انکی یورش کی بہ تین مرتبہ سرحد پر بڑی لڑائیون مین جانا پڑا۔ پس ڈاکٹر صاحب کی یہہ تحریر نہائت لطف کی ہے کیونکہ اسکے مطالب کو ان الفاظ

سے مزین اور مستحکم کیا ہے - "باغیون کی جماعت" "متعصب گروہون" لیکن ہمارے
مضمون کے ایسے پڑہنے والے جو تعصبات سے بری ہین فوراً ڈاکٹر صاحب سے یہہ
بات دریافت کرینگے کہ اس جماعت سے صاحب موصوف کن لوگون کو مراد لیتے ہین اگر
صاحب موصوف اس جماعت سے اُن وہابیون کی طرف اشارہ کرتے ہین جو سکہون پر
جہاد کرنے کے واسطے سرحد پر سکونت پذیر ہوئے تہے - تو مین ابہی کہہ چکا ہون کہ یہہ
بیان محض بے اصل ہے اور اگر انکی مراد اس جماعت سے وہ لوگ ہین جو ۱۸۳۱ء
کے بعد ملکا اور ستانا مین جارہے تہے جسمین ہندو اور مسلمان دونون شامل تہے تو اس
صورت مین ڈاکٹر صاحب کے اس سوال کا کیا مطلب ہوگا کہ "کیا ہندوستان کے مسلمانون
پر اپنے مذہب کے روسے ملکہ معظمہ پر جہاد کرنا فرض ہے" کیونکہ ان لوگون کے فتنہ و
فساد کو اس سے کیا تعلق ہوگا - ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب کے اول صفحہ مین لکہتے ہین کہ
"بارہا سرکاری تحقیقاتون سے یہہ بات ثابت ہوئی ہے کہ ہندوستان کے تمام اضلاع مین
سازش و فساد کا گویا جال پہیل رہا ہے اور پنجاب سے آگے جو پہاڑ برف سے ڈہکے ہوئے
ہین وہان سے لیکر اُن گرم میدانون تک جنمین سے گذر کر دریائے گنگ سمندر مین گرتا
ہے برابر باغی لوگ بستے ہین اور سرکاری رستون سے برابر دو ہزار میل تک یہہ لوگ
روپیہ اور آدمی منزل بمنزل باغیون کے لشکر مین بہیجتے ہین اور اس سازش مین اکثر
دولتمند اور تیز فہم لوگ بہی شریک ہین مگر وہ اپنے روپیہ کو بڑے انتظام اور ہوشیاری
سے روانہ کرتے ہین پس ایسے امور کے لحاظ سے گویا اب بغاوت کا نہایت خوفناک کام
بمنزلہ ایک ساہوکاری کے ہوگیا ہے" پس اس فقرہ کے دیکہنے سے اور جو فقرہ ڈاکٹر صاحب
نے اپنی کتاب کے آغاز مین لکہا ہے اس کے دیکہنے سے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ
یہہ سازش بنگالہ کے مسلمانون نے انگریزی حکومت کے تہ و بالا کرنے کے واسطے علانیہ
تمام ہندوستان کے مسلمانون کے ساتہہ کی ہوگی حالانکہ میری دانست مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب

بہی اس بات کو تسلیم کرینگے کہ یہہ سازش بغاوت کے علاوہ اور امور مین بہی ہو سکتی ہے ۔
کیونکہ میری اور ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی دونونکی رای مین اب یہہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ہندوستان
مین کبہی سکہون پر حملہ کرنیکے واسطے بہی یہہ سازش ہوئی تہی ۔ پس اس سازش کو گورمنٹ
ہند کے مطالب کے برخلاف بیان کرنا اور اُسکے سبب سے تمام فرقہ اہل اسلام کی جانب سے
عام لوگون کو بدظن کرنا ہرگز بجا نہین معلوم ہوتا ۔

{ اسکے بعد ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اس قول کا جواب تہا جس مین انہون نے بعض سرکاری خواہ
اخبار نویس مسلمانون پر کچہہ حرف گیری کی تہی ہمنے اُسکو سرحدی بیان سے اجنبی سمجہکر نقل نہین کیا }

صفحہ ۱۲ مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اُن باغیون کا ذکر کیا ہے جو سرحد پر رہتے ہین اور اُنہی
کے ذیل مین سید احمد صاحب کے بہی حالات بیان کئے ہین اور جسطرح پر وہابیت کے مخالفون
نے مذاق سے یہہ کہدیا تہا کہ سید احمد صاحب گویا ایک پیغمبر ہین اور اُنکے فلان شخص چار
خلیفہ ہین اسیطرح ڈاکٹر صاحب [illegible] مین بیان کیا ہے
سید صاحب نے اپنے گماشتے اسواسطے مقرر کردے تہے کہ جو بڑے بڑے قصبے اُنکے راہ
مین واقع تہے وہان جاکر وہ لوگ تجارت کے منافع مین سے اپنا ایک محصول لیا کرین "
مگر ہماری دانست مین ڈاکٹر صاحب کے اس بیان کے واسطے کچہہ سند نہین ہے ۔
صفحہ ۱۴ مین ڈاکٹر صاحب لکہتے ہین کہ " سید احمد صاحب نے اِن خلیفون کے دنیوی
طمع کو اپنی لوٹ گہسوٹ کے بڑے بڑے وعدون پر بہت کچہہ بڑہا رکہا تہا اور اُن کے
عقیدے کو اس بات پر پکا کردیا تہا کہ مجہکو خداوند تعالے نے تمام کفار یعنی سکہون سے لیکر
چین والون تک نیست و نابود کرنے کا حکم دیا ہے " ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے بیان کو مطابق
کرتے ہین تو ہمکو چین والون کا کہین پتہ بہی نہین ملتا ۔ پس امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہمکو
ازراہ مہربانی ضرور مطلع فرمائینگے ۔ کہ اُنہون نے چین والون کا ذکر کہان سے لیا ہے اور
اسکی کیا سند ہے ۔ صفحہ ۱۵ مین ڈاکٹر صاحب موصوف بیان فرماتے ہین " شمالی ہندوستان

کے اُن سرداروں اور راجاؤن نے جو دل مین کچھہ ناراض تھے برابر سید احمد صاحب کے لشکر کو فوجین بھیجی تھین" اگر ڈاکٹر صاحب اس مقام پر اپنا مطلب زیادہ وضاحت کے ساتھہ بیان کرتے تو نہائیت مناسب ہوتا - کیونکہ اِس فقرہ سے کسی شخص کو صاف صاف یہہ بات نہین سمجھہ مین آسکتی کہ یہہ ناراض سردار کون تھے - اور وہ کس سے ناراض تھے علاوہ اسکے جو ماجرا کوہ ہمالیہ مین واقع ہوا تھا اُسکے بیان مین صاحب موصوف نے اپنی قوت متخیلہ سے زیادہ کام لیا ہے اور اسکے بعد فقرہ ذیل مین اُس سے بہی کچھہ زیادہ خیال بندی فرمائی ہے "سید احمد صاحب نے جو خلیفہ ۱۸۲۱ء مین مقام پٹنہ معین کئے تھے ان مین سے دو شخص سرحد کی جانب گئے اور اُنہون نے وہان جاکر اس بات کو لوگون کے خوب ذہن نشین کیا کہ سید احمد صاحب نے انتقال نہین فرمایا بلکہ وہ صرف بطور کرامت غایب ہوگئے ہین آئندہ کسی مناسب وقت مین ایک ملکوتی فوج لیکر ظاہر ہونگے اور ہندوستان سے کفار کو نکال دینگے" یہہ بیان محض افترا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس بیان کو وہابیون کے ساتوین+ عقیدہ کے اس معنی کی تصدیق کے واسطے درج کیا ہے جو اُنہون نے اپنی طرف سے بیان فرمائے ہین شاید ڈاکٹر صاحب نے یہہ بات کسی ایسے شخص کی زبانی سُنی ہوگی جو وہابیون کے مخالف عقیدہ رکھتا ہوگا یا وہابیون پر جھوٹھا الزام لگانیکے واسطے آمادہ ہوگا کیسی افسوس کی بات ہے

+ وہ عقیدہ یہہ ہے - جو انزبیل صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ (۸) مین ڈاکٹر صاحب سے نقل کیا ہے - ہفتم مرشد کامل کی اطاعت کرنا" - پہر بصفحہ ۱۰ کہا ہے کہ مین نہین سمجھتا کہ مرشد کی لفظ سے جو ساتوین مسئلہ مین بیان ہوا ہی مصنف موصوف کی کیا مراد ہے - اگر اس سے انکی مراد ایمان کی رہنما ہی تو یہہ انکی غلطی ہے کیونکہ تیرے مسئلہ کی موجب اپنے بابا سمجھی سوچی کسی مرشد کی اطاعت کرنا فرض نہین ہے اگر انکی مراد اس سے بادشاہ مذہب اسلام ہی ہے تو انکا بیان صحیح ہے - مگر صاحب موصوف ایک بات کا بیان کرنا بہول گئی ہین وہ یہہ ہے کہ جب تک کوئی کافر بادشاہ مسلمانون کی مذہب مین دست اندازی نکرے اُسوقت تک اُنپر اس کافر کی اطاعت کرنا فرض ہے -

کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب مین مسلمانون کے عقائد بیان کرنے مین نہائیت پوچ باتون پر
بہروسہ کیا ہے اور ایک ایسے عالم نے صریح ظلمت و نور مین امتیاز نہین کی جسکے سبب سے
اسکی ہوشیاری مین بڑا بٹا لگتا ہی ایک اور فقرہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب مین ایسا
لکہا ہے کہ جو انگریز اپنی رعایا کے دلونمین اپنی محبت کا تخم بونا چاہتے ہین وہ ہرگز ایسے
فقرہ کو نہ لکہین گے جس سے اونکی مطلب مین خلل پڑتا ہے وہ فقرہ یہہ ہے "ہر ایک مسلمان
نے جو اسقدر سرگرم تہا کہ عیسائی گورنمنٹ کے عہد مین خاموش نہین رہ سکتا تہا اپنی کمر باندہی
اور ستانا کے لشکر مین جانے کو مستعد ہوا" پس تمام ایسے مسلمانون کی نسبت جو ہندوستان مین
چپ چاپ بیٹہے تہے یہہ کیسی عام تہمت ہے معلوم ہوتا ہے شاید ڈاکٹر صاحب اس
بات سے واقف نہین ہے کہ مسلمانون کے مذہب مین خصوصاً وہابیون کے عقاید کے
موافق اس باب مین کیا ہدائت ہے یا شاید ڈاکٹر صاحب دیدہ اور دانستہ ان کی معنی
غلط بیان کرتے ہین [illegible] کرتے ہین
اور یہہ بات مشہور ہے کہ جب آنحضرت کے زمانہ مین مکہ کے مسلمانون کو اذئیت پہونچی تو
آنحضرت نے اپنے پکے پیرؤن کو حکم دیا کہ وہ حبش کے عیسائی سلطنت مین جاکر پناہ لین
پس اب یہہ بات کہنا کہ پکے مسلمان انگریزی سلطنت مین خاموش نہین رہ سکتے تہے اور
سرحد پر جانا چاہتے تہی محض افترا ہے کیا ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے نزدیک جو مسلمان ہندوستان
مین باقی رہے تہے انمین کوئی بہی پکا مسلمان نہتا مینے یہہ بیان کیا تہا کہ جو لوگ جہاد
کے واسطے سرحد پر جمع ہوے تہے وہ گورنمنٹ انگریزی پر جہاد کرنا نہین چاہتے تہے چنانچہ
میرے اس بیان کی تصدیق ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی اس تحریر سے ہوتی ہے جو انکی کتاب کے
صفحہ ۲۳ مین موجود ہے وہ لکہتے ہین کہ اُسی سال یعنی ۱۸۵۲ء مین انہون نے ہمارے
ایک رفیق یعنے ریاست امب کے سردار پر حملہ کیا جسکے سبب سے انگریزی فوج کا روانہ
کرنا ضرور معلوم ہوا" بعد اسکے ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "مین اُن زیادتیون اور لوٹ

گہسوٹ اور قتل وقتال کا مفصل ذکر نہین کرتا جنکے باعث سے ۱۸۵۸ء مین گورنمنٹ انگریزی کو سرحد کی قومون سے لڑنا پڑا اور اس عرصہ مین سرحد کی قومون کو ہمیشہ متعصب مسلمانون نے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت پر برانگیختہ رکھا" پس مین پوچھتا ہون کہ ڈاکٹر صاحب اپنے اس بیان کی سند کیا رکہتے ہین اور انکو کیسے معلوم ہوا کہ سرحد کی قومون کی یہہ دایمی مخالفت متعصب مسلمانون کے برانگیختہ کرنیسے تہی اگر صاحب موصوف نے اپنے اس خیال کو اس بنا پر پیدا کیا ہے کہ سرحد کی قومین سیکڑون برس سے ان لوگون کے ساتہہ جنگ و پرخاش رکہتی تہین جو انکے متصل رہتے تھے تو میری دانست مین صاحب موصوف کی جانب سے ہمارے مسلمانون پر ناحق کی تہمت ہے اور مجھکو اسکے سبب سے سخت حیرت ہے کیونکہ وہ قومین تو خود ہی اسقدر جنگجو اور پُرکینہ ہین کہ انکو کسیکی ترغیب وتحریک کی ضرورت ہی نہین ہے اسکے بعد صاحب موصوف لکہتے ہین کہ "اس عرصہ مین یعنی ۱۸۵۸ء سے ۱۸۶۳ء تک مین اُن باغیون نے جو ستانا مین ہے بظاہر دانشمندی یہہ کام کیا کہ خود تو سرکاری فوج سے علانیہ مقابل نہوئے مگر درپردہ سرحد کی قومونکے دلونمین جوش وخروش پیدا کرتے رہے اور متعصبانہ اثر اُن کی طبیعتونمین ڈالتے رہے" مگر انکے اس بیان سے میرے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ جس جہاد کا منصوبہ ہندوستان مین ہوا تہا وہ سکہونکی نسبت تہا گورنمنٹ انگریزی پرحملہ کے واسطے نہ تہا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جو لوگ مذہبی جوش کے پیدا کرنمین ایسے سرگرم تہے کہ وہ اپنے جوش مین آکر سکہون سے لڑتے تھے دس برس تک گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنیسے باز نہ رہتے اور یہہ ایک ایسی بات ہے جسکو میری دانست مین سب لوگ تسلیم کرینگے مگر ڈاکٹر ہنٹر صاحب اس قابل تسلیم بات سے اسلیئے اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہین کہ اسکے سبب سے انکا یہہ قصہ نہایت پرتاثیر ہوجاوے اور جو سرنامہ انہون نے اپنی کتاب کے واسطے تحریر کیا ہی جسکا ترجمہ یہہ ہے "کہ ہندوستان کے مسلمانون پر ملکہ معظمہ پر جہاد کرنا فرض ہے" اس سرنامہ کی معنی کو تقویت حاصل ہو اب ہم ۱۸۵۸ء سے ۱۸۶۳ء کا ذکر کرتے ہین ڈاکٹر ہنٹر صاحب بیان فرماتے ہین کہ

سنہ ۱۸۵۷ء مین ستانہ کے باغیون نے گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنیکے ایک عام سازش کرنی
چاہی اور نہایت جرات کی ساتھہ اُنھون نے گورنمنٹ انگریزی سے اس بات کا تقاضا کیا کہ وہ
انکو ایک تاوان کے وصول مین مدد دے اپنی کتاب کے حاشیہ مین ایک مقام پر صاحب موصوف
نے خاص کر یہہ بیان کیا ہے کہ قوم یوسف زئی اور پنج تار بھی اس سازش مین شریک تھین
پس مین یہہ بات جانتا ہون کہ البتہ یہہ پچھلی دونو قومین سنہ ۱۸۵۷ء مین گورنمنٹ انگریزی سے
لڑنیکا ضرور ارادہ رکھتی ہونگے - اسلیے کہ اس ہنگامہ مین لوٹ گھسوٹ اور دنیوی فایدہ کا نہایت
عمدہ موقع حاصل تہا اور اُس عرصہ مین بلاشبہ بہت سی اور قومین بہی اس بات پر ایسی
آمادہ تھین کہ انکو کچھہ ستانا کے باغیونکی تحریک کی ضرورت نہ تہی علاوہ اسکے اس بات
کو سُنکر ہر شخص تعجب کریگا کہ جب سنہ ۱۸۵۷ء مین ستانا کے باغیون کی جانب سے ایسی عام
سازش ہوئی تہی تو صرف ایک ہی برس بعد یعنی سنہ ۱۸۵۸ء مین ستانا اور سرحد کی
قومون کے باہم اسقدر نفاق ہوگیا کہ [illegible] اُنپر حملہ کیا اور انکا بڑا
متعصب سردار سید عمر شاہ نامی جسکا ذکر صفحہ ۵۲ کے حاشیہ مین ہے اس حملہ مین مارا
گیا میری دانست مین تو اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ پہاڑی قومون مین انکا کچھہ رعب تہا
ڈاکٹر ہنٹر صاحب کا بیان ہے کہ یہہ لوگ قرب وجوار کے پہاڑی باشندون سے محصول
لیا کرتے تھے (صفحہ ۴۲) مگر میری یہہ راے ہے کہ عنایت علی اور ولائت علی کے انتقال کے
بعد چند آدمی پہلی جماعت مین کے رہگئے تھے اور وہ اسقدر کمزور تھے اور خود انہی مین باہم
اسقدر نفاق تہا کہ وہ اس قسم کا ارادہ ہرگز نہین کر سکتے تھے البتہ سنہ ۱۸۵۷ء مین اور اُسکے بعد
کچھہ سرکاری فوج کے پکڑے ہوے سپاہی اور کچھہ اور لوگ ستانا مین جمع ہوگئے تھے اور اُنمین
ہندو اور مسلمان سب تھے اور ہمارے پہلے بیان کے موافق یہہ وہی لوگ تھے کہ ہندوستان
سے جلاوطن کردے گئے تھے اب ہمکو خود ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے بیان سے یہہ بات ثابت
ہوگئی (صفحہ ۴۳) کہ سنہ ۱۸۵۰ء سے لیکر سنہ ۱۸۵۷ء تک اُن متعصب مسلمانون اور انگریزی فوج

مین کبہی لڑائی نہین ہوئی جنکا ذکر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے لکہا ہے البتہ ۱۸۵۷ء کے بعد کئی لڑائیان ہوئین لیکن ان لڑائیون سے کیا نتیجہ نکلا - میری دانست مین تو ان سے صاف صاف یہہ نتیجہ نکلا کہ جو کچہہ اس سال کے بعد ظہور مین آیا اُسمین اغوا کرنیوالے سرکاری فوج کے باغی سپاہی تہے سید احمد شاہ صاحب کے گروہ مین کا ایک شخص بہی اسمین شریک نہتہا اور جسطرح سے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اور اقوال کی سند نہین ہے اسطرح اُنکے اس قول کی بہی اصل نہین ہے کہ جو شعلہ ہندوستان مین بہڑکا تہا اس شعلہ کو ہندوستان کے متعصب مسلمان اور زیادہ بہڑکاتے تہے جو ہنگامے گورمنٹ انگریزی کے مقبوضہ دیہات مین بچون کی چوری اور غارتگری اور آتش زدگی وغیرہ کے ظہور مین آئے ہین انہین سرحد کی قومونکی بہت کچہہ سازش اور شرکت تہی بس اِن ہنگامون کو سید احمد صاحب کے پیرؤن کی طرف منسوب کرنا اور اُنکے باعث سے ہندوستان کے تمام مسلمانون کو متہم کرنا نہائت ہی نازیبا ہے -

ڈاکٹر ہنٹر صاحب [illegible] قومون کے اُس فساد کا بہی ذکر ہے جو ۱۸۶۳ء مین انہون نے کیا تہا مگر اس مقابلہ کی نسبت میری یہہ رائے ہے (اور جو انگریزی افسر اُس موقع پر موجود تہے وہ بہی اسکی تصدیق کرتے ہین) کہ انکا یہہ مقابلہ کچہہ مقام ملکا کے باغیون کی محبت کے سبب سے نہ تہا بلکہ گورمنٹ انگریزی نے جو انکی مرضی کے خلاف اُنکے مُلک مین ہو کر حملہ کیا تہا اس سبب سے وہ ناراض ہو گئی تہین مگر انکی ناراضی بہی حق بجانب تہی اگر انکو یہہ اطلاع ہوتی کہ ہم صرف درہ امبیلہ سے رستہ چاہتے ہین تو غالبًا وہ سب گورمنٹ انگریزی کی طرفدار ہوتین مگر اِن کو ہماری منصوبونکی اطلاع نہ ہوئی اس سبب سے اُنکے دل مین شبہ پیدا ہوا اور اَسی شبہ کے سبب سے اُنہون نے ستانا کے گروہ کی طرفداری کی مگر مین یقین کرتا ہون کہ ایسے موقع پر اگر بجائے پہاڑی قومون کے انگریز لوگ ہوتے اور اِن کو ایسی صورت پیش آتی تو وہ بہی ایسا ہی کرتے

صفحہ ۲۹ مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے محمد اسحٰق اور محمد یعقوب اور مولوی عبداللہ ان تینوں برادرانکا

ذکر کیا ہے لیکن یہہ نہین لکھا کہ یہہ تینون شریر کہان سے آئے تہے آیا پٹنہ سے آئے تھے یا جنوبی بنگالہ سے یا شمالی ہندوستان سے یا کہین اور سے آئے تہے حالانکہ ہر شخص انکے حالات کی تفتیش اور تحقیق کا خواہان ہے ہین اُنکے نامون سے محض ناواقف* ہون اور گو مینے انکی نہایت تحقیقات کی مگر مجہکو کہین پتا نہین لگا ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے اس بات پر افسوس ظاہر کیا ہے کہ گورنمنٹ موصوف ہندوستان کے متعصب مسلمانون کو نہ نکال سکتی ہے اور نہ انکو اس شرط سے گورنمنٹ کا مطیع کر سکتی ہے کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت قبول کرین اور ہندوستان مین اپنے گہرون کو لوٹ آوین (صفحہ ۴۱ و ۴۲) مگر صاحب موصوف نے بنظر دانشمندی یہہ نہین لکھا کہ وہ متعصب مسلمان ۱۸۵۷ء کے باغی تہے یا سید احمد صاحب کے گروہ کے باقیماندہ لوگ تہے اگر صاحب موصوف اس بات کا بہی مفصل ذکر کرتے تو یہہ باب عمدہ طور سے ختم ہوجاتا۔

ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے صفحہ [illegible] مین ایک شریر [illegible] آدمی تتو میان نامی کی اُن زیادتیون کا ذکر ہے جو اُسنے معاملات اراضی کے متعلق کی تہین اور ہندوؤن کی گائیون

---

* مولوی محمد اسحق صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب دہلی کے مشہور و نامی علما تہے جنسے ازیبل صاحب بہی بخوبی واقف ہین چنانچہ اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۲ مین انکا ذکر کرتے ہین جو ہمارے رسالہ کے صفحہ ۳۴۴ مین گذرا اگر یہہ دونون مولوی صاحبان سرحد مین نہین گئے۔ بہت زمانہ دہلی مین رہے۔ غدر سے پیشتر دونون صاحب مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے اور وہان ہی فوت ہوئے اس بات کو دہلی کے زن و بچہ جانتے ہین انکا سرحد پر جانا کسیکے خیال مین نہین ہے۔ اسی نظر سے شاید ازیبل صاحب نے ان نامونکے مولویون سے جو سرحد پر گئے تہے لاعلمی بیان کی ہے۔

رہے مولوی عبداللہ جنکا سرحد پر جانا ڈاکٹر ہنٹر صاحب بیان کرتے ہین انکو ہم بہی نہین جانتے کہ وہ کون تہے اور کہانکے تہے اور کب گئے ہان ایک مولوی عبداللہ جو اسوقت سرحد پر موجود ہین انکی نسبت جو ہمارا علم و خیال ہے اُسکو ہم بعد اختتام کلام ازیبل صاحب کی (جو سرحدی حالات کے بیان مین ہم نقل کرنا چاہتے ہین) ظاہر کرینگے۔

کو بجبر حلال کیا تہا اور یہہ بہی لکہا ہے کہ اسی عرصہ مین کسی دولتمند مسلمان کی بیوہ لڑکی کا نکاح
بغیر رضامندی اُسکے وارثون کے اُس گروہ کے کسی سردار سے ہوا تہا اور ان سب باتون کو
ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے وہابیون کی ایک ایسی سازش کا نتیجہ قرار دیا ہے جو انگریزی حکومت کے
تہ و بالا کرنیکے واسطے کیگئی تہی حالانکہ یہہ ایسی فضول اور لغو تہمتین ہین کہ انکا جواب دینا بہی
فضولیات معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایسے فساد اور جہگڑے ہمیشہ تمام ہندوستان مین ہوتے
رہے ہین مگر انکو کبہی سرکاری معاملات سے کچہہ سروکار نہین ہوا اور نہ انکو کسی نے انگریزی تدبیر جہاد سمجہا
ڈاکٹر صاحب نے سید احمد صاحب کے کرامتہً غایب ہوجانے کے قصہ کو کسی قدر مبالغہ اور
اصرار کے ساتہہ بیان کیا ہے حالانکہ یہہ ایک ایسا لغو قصہ ہے جسکو اسوقت کے عام مسلمان
بہی اپنے اعتقاد مین نہائیت ضعیف سمجہتے تھے پس جسقدر کہ ڈاکٹر صاحب موصوف ان
مسلمانون کی ضعیف الاعتقادی کو لوگون کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہین درحقیقت
اسکی کچہہ اصل نتہی

اب مین اس مضمون کے ناظرین کو اس خط کے مضمون کیجانب مایل کرتا ہون جو بنگالہ کے
ایک راسخ الاعتقاد عالم نے لکہا تہا اُس خط مین عالم مذکور نے اولاً سید احمد صاحب کے کرامتہ
غایب ہوجانیکے قصہ کی اصلیت دریافت کی ہے اور اُسکے بعد اپنے معتقدین کو یہہ ہدائیت
کی ہے کہ وہ وہان سے اپنے گہرون کو واپس چلے آوین بس ذرہ سوچنا چاہیے
کہ اُس عالم کی اس چہٹی اور اس ہدایت کا نتیجہ کیا نکلتا ہے - ہمارے نزدیک تو اُس سے
صاف یہہ عمدہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہہ شخص اپنی صفائی طبیعت سے اس بات کو بہت بُرا سمجہتا تہا
کہ مذہبی سرگرمیون کو دہوکہ بازی سے برانگیختہ کرے اور اُسکا یہہ منشا ہرگز نتہا کہ وہ سلطنت
انگریزی مین کسی قسم کا فتور برپا کرے حالانکہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اُسکو بہی ایک متعصب عالم
لکہا ہے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے صفحہ ۱۱ مین سید احمد صاحب اور عبد الوہاب کی ایک
مفصل تاریخ لکہی ہے وہ تحریر فرماتے ہین کہ جو حالات اتک انکے دلمین بطور خواب و

وخیال کیے ہہی وہ انجام کار ایک آتشین شعلہ بنکر اس درجہ کو پہونچی کہ وہ اپنے دلمین جملہ اضلاع ہندوستانمین اسلام
کا جہنڈا قایم خیال کرنی لگے اور انگریزونکی مذہبی آثار کو انکی نقشونکی ساتہہ گویا زمین مین مدفون سمجہنے لگے
پس اسمین شبہہ نہین کہ سید احمد صاحب اور اگر ٹہیک ٹہیک سمجہو تو مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنی تمام ہمت
کو اس بات پر مصروف کیا تہا کہ جہانتک ممکن ہو ہندوستانمین اپنے مذہب اسلام کی تہذیب اور
اصلاح کرنی چاہیئے اسلئے کہ ہندوستانمین بہت سی بے اصل باتین مسلمانونکے مذہب مین داخل
ہوگئی تہین اور اسی لحاظ سے ڈاکٹر صاحب کا یہہ قول نہایت صحیح ہے کہ سید احمد صاحب تمام اضلاع ہندوستانمین
اپنی مذہبی تہذیب کا جہنڈا قایم کرنا چاہتی تہے مگر یہہ بالکل غلط ہے کہ وہ گورنمنٹ انگریزی کے مذہب کے
نیست و نابود کرنیکے فکر مین تہے میری دانست مین ڈاکٹر صاحب کی یہہ رائے بالکل بے سند ہے اور اس
قابل نہین ہے کہ اسپر ذرا بہی التفات کیا جاوے جو اطلاع سید احمد صاحب نے مسلمانون کو دی تہی
وہ صرف اس بات کی تہی کہ وہ سکہون پر جہاد کرنیکے لئے آمادہ ہون پس ڈاکٹر صاحب کی رائے
خود سید احمد صاحب کی [illegible] ہرگز ظاہر ہی نہین کر سکتا تہا
اسلئے کہ وہ انکے عقاید کے بالکل خلاف ہوتی مین جانتا ہون بلکہ مجہکو یقین کامل ہے کہ غالباً اس معاملہ
مین ڈاکٹر صاحب کو کسی ایسے شخص نے دہوکہ دیا ہے جو وہابیت کے خلاف اعتقاد رکہتا ہے ۔ ،،
یہہ **خاتمہ** کلام ازایل صاحب ہی جو سرحدی حالات کی باب مین انہون نے فرمایا ہے اسمین جو بیان کیا گیا ہے
کہ سرحدی باغیون نے اہلحدیث (یا وہابیوں) کی کبہی سازش نہین ہوئی اور سید احمد صاحب اور مولوی اسمٰعیل صاحب
اور انکی باقیماندہ گروہ نے کبہی گورنمنٹ انگلشیہ کے مقابلہ کا ارادہ نہین کیا اور نہ کبہی اس غرض و ارادہ سے ہندوستان سے
سرحد پر آدمی یا روپیہ بہیجا گیا ہی ہمارے خیال و معلومات کی شہادت کی رو سے ہی راست و نہایت درست ہے **مگر معلوم**
نہین کہ ازایل صاحب نے پانچوین زمانہ کی حالات مین صرف انہی غدر کے مفرور باغیونکا جو نینیال و بیکانیر وغیرہ چہوٹی ریاستون
کے بیابانون سے ملکاوستانا کے قریب جمع ہوگئے تہی حال بیان کیا اور گروہ سید احمد صاحب کی ان باقیماندہ لوگونکا جو
اُس زمانہ مین اُس نواح مین تہے اور ابتک اُسی سرحد مین موجود ہین کیون ذکر نہین کیا **غالباً** ازایل صاحب
کو اُن لوگون کے اصلی حالات کا علم معتبر وسیلہ سے حاصل نہین ہوا اسلئے اُنسی اُنکا ذکر فروگذاشت ہوا ۔

جہانتک ہمکو انکا علم ہے ہم اُسکو بنظر خیرخواہی گورنمنٹ و ملک و برادران اسلام کے بیان کرنا مناسب سمجھتے ہین
ہمکو متعبر اشخاص (جو بعض سرحدی افیسرن گورنمنٹ ہند کی طرف سے اُس گروہ مین گئی بار گئے ہین)
کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ سرحد ہزارہ مین اُس گروہ کے باقیماندہ اشخاص اتبک موجود ہین جنکے سردار مولوی عبد اللہ
پسر مولوی ولایت علی ہین مگر انکا یہہ ارادہ نہین ہے کہ وہ گورنمنٹ سے مقابلہ کرین یا گورنمنٹ کا ملک فتح کرلین اور
نہ کبھی انہون نے اس ارادہ سے گورنمنٹ کی مقابلہ مین پیش قدمی کی ہے وہ لوگ اپنی جان بچانیکے لئے
وہان پناہ گزین ہین اسکے سوا اور کوئی خیال و سرکار نہین رکھتے ایک زمانہ تک وہ اپنے اُسی پرانے عزم پر
(جسکا ظہور و اثر بقول آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر کے اُنکی چوتھے زمانہ کی اخیر تک ہے پہر اسکا اختتام ہوگیا تھا)
رہے اسکے بعد وہ سرحدی باغی اقوام کی شورشون اور مفسدون مین شریک سمجھے گئے (چنانچہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے سمجھا ہے)
کو واقع مین وہ شریک نہ تھے چنانچہ آنریبل سید احمد خانصاحب نے انکے جواب مین ثابت کردیا ہے کہ انکا ایک آدمی بھی
انمین شریک نہ تھا۔ اور بعید نہین کہ جب اُنپر بلا وجہ ہاتھہ اوٹھایا گیا ہو تو انہون نے اپنی جان بچانیکی لئے
ہاتھہ ہلایا ہو تب [illegible] گورنمنٹ ہو گئی اور
اتبک وہ اسی خوف مین ہین اور اُس جگہہ کو جائے پناہ و امن سمجھتے ہین۔ ہمارے خیال مین
اگر گورنمنٹ ازراہ مراحم و الطاف خسروانہ انکو پوری طمانیت امن دیکر وہانسے بلالے تو غالباً وہ لوگ اُس جگہہ
کو چھوڑ آوین۔ اس امر کی تجویز و تحریک کے لئے ہمارے خیال مین کئی صورتین ہین جنکو پولٹیکل معاملات
سمجھکر ہم پبلک طور پر شایع نہین کرسکتے۔ اگر کوئی پولیٹیکل افیسر پرایوٹ طور پر ہمسے اُن صورتونکا
استفسار کرے اور اس باب مین ہماری قوت علمیہ و عملیہ سے (جسقدر کہ ہے گو نہایت ہی قلیل اور حقیر کیون
نہو) کام لینا چاہے تو ہم حاضر ہین ہم یہہ بھی خوب جانتے ہین کہ ایسے امور سلطنت مین اُنہی لوگون
کی بات کی طرف توجہ ہوتی ہے جو پولیٹیکل ہین اور امور سلطنت مین مشیر و دخیل ہوتے ہین مگر اس امر کے
لحاظ سے ہمکو اپنے خیال کے اظہار سے جسکو ہم گورنمنٹ و ملک و اسلامی بھائیون کیلئے بہتر سمجھتے ہین رک جانا مناسب نہین
سر ہنری ڈیوس صاحب سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت مین بوساطت ایک پولیٹیکل افیسر کے ہم نے اپنے اُن خیالات کا
اظہار کیا تھا۔ صاحب موصوف نے اُن خیالات کو پسند کیا مگر اُنکے اہتمام و انصرام کا بوجھ اپنے ذمہ نہ لیا بلکہ ہمپر ڈالنا چاہا